قوت اور حوصلہ ان میں باقی رہ گیا ہو گا وہ بھی خفیف باتوں پر حجت کرنے سے اور فضول نوک جھونک میں ضائع ہو کر بالکل نیست و نابود ہو جائے گا۔ لیکن اگر صحیح تعلیم کے رائج کرنے کی دل میں سچی لگن ہو گی تو اگر کبھی کبھی گرما گرمی اور اختلافات ہو بھی جائیں تو وہ جلد ختم کر دیے جا سکتے ہیں۔ تب وہ تمام تفصیلات جو اکثر نہایت اہم اور ضروری سمجھ لی جاتی ہیں محض معمولی اور خفیف نظر آنے لگیں گی۔ پھر اگلی ان بن اور شخصی کشمکش اور عناد بے سود اور مضر معلوم ہوں گے اور تمام گفتگو اور بحث سے اس نتیجہ پر پہنچنے میں مدد ملے گی کہ صحیح بات کیا ہے؟ نہ یہ کہ کون حق پر ہے جو لوگ مشترکہ غرض اور ارادہ سے مل کر کام کر رہے ہوں، ان کو چاہیے کہ جب کبھی مشکلات اور غلط فہمیاں پیدا ہو جائیں تو آپس میں بات چیت کر کے ان کو جلد طے کر لیں۔ اس طریق عمل سے جو کچھ گنجلک کسی فریق کے ذہن میں پڑ گئی ہو گی وہ صاف ہو جائے گی۔ جب سب استاد ایک ہی غرض کے پورا کرنے کے لیے دلچسپی لیتے رہیں گے تو ان میں برابر رفاقت اور صاف گوئی رہے گی اور ایسی حالت میں بد ظنی ہر گز نہیں پیدا ہو گی، لیکن اس کام سے اگر ان کو دلچسپی نہ ہو تو ظاہری طور پر ایک دوسرے کا کتنا ہی ساتھ باہمی مفاد کے لیے دیا کریں مگر اندر اندر اختلاف اور مخاصمت برابر قائم رہے گی۔

استادوں میں اختلاف پیدا ہو جانے کے اور بھی وجوہ ہو سکتے ہیں مثلاً کسی پر زیادہ کام کا بار ڈال دیا گیا ہو یا کسی کو خانگی یا ذاتی پریشانیاں ہوں۔

شاید کچھ ایسے بھی ہوں جن کو اپنے کام سے گہری دلچسپی نہ ہو۔ یقیناً ایسے سب مسائل پر اساتذہ کی میٹنگ میں غور و فکر ممکن ہے، اس لیے کہ باہمی دلچسپی اور شوق سے تعاون پیدا ہوتا ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اگر کچھ لوگ سارا کام کریں اور باقی ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں تو کسی قسم کی اہم اور ضروری تخلیق نہیں ہو سکتی۔ جب کام برابر بٹا ہوا ہوتا ہے تو ہر ایک کو فرصت کا موقع ملتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ہر شخص کو کچھ فرصت ضرور ملنی چاہیے۔ جس استاد پر بہت کام ڈال دیا جائے گا وہ خود اپنے اور نیز دوسروں کے لیے پریشانی کا باعث ہو جائے گا۔ اگر کسی کو زیادہ محنت اور مشقت کرنی پڑے گی وہ ضرور سست اور کاہل ہو جائے گا۔ خصوصاً جب اسے ایسا کام دے دیا گیا ہو جس کا اسے مطلق ذوق نہ ہو۔ اور بہت دماغی اور جسمانی کام مسلسل کرنا پڑے تو صحت قائم نہیں رہ سکتی لیکن فرصت کا سوال دوستانہ طور پر آپس میں اس طرح طے کیا جا سکتا ہے جو سب کے لیے قابل قبول ہو۔

فرصت کی نوعیت ہر شخص کے لیے مختلف ہوتی ہے۔ بعض جو اپنے کام میں دل سے محو ہوں، ان کے لیے تو وہ کام ہی فرصت کی شکل اختیار کر لیتا ہے، مثلاً اگر درس و مطالعہ کا دل سے شوق ہے تو وہ خود ایک قسم کی تفریح کا باعث ہے۔ **اگر ہر معلم کو کچھ فرصت دینا لازم ہے** تو اس پر اتنے ہی طالب علموں کی ذمہ داری ہونی چاہیے، جن کو وہ آسانی سے سنبھال سکے۔ اگر استاد طلبہ کی اتنی بڑی تعداد کے بوجھ سے دبا ہوا ہے جنھیں وہ سنبھال نہ سکے